کتابخانه جامع
جامعة العلوم
معاونت پژوهش
مرکز جهانی علوم اسلامی

مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

پایان نامه کار شناسی ارشد

رشته فقه و معارف اسلامی

عنوان :

ترجمۀ کتاب سازمان وکالت و نقش آن در عصر ائمه (ع) بزبان اردو

مؤلف :

محمد رضا جباری

استاد راهنما :

حجة الاسلام والمسلمین محمد علی رمضانی

استاد مشاور :

حجة الاسلام والمسلمین سید مزمل حسین نقوی

دانش پژوه :

ساجد حسین عابدی

سال ۱۳۸۴

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۴۷۸
تاریخ ثبت:

▣ مسئولیت مطالب مندرج در این پایان نامه ، به عهدهٔ نویسنده می باشد.

▣ هرگونه استفاده از این پایان نامه با ذکر منبع ، بلااشکال است و نشر آن در داخل کشور منوط به اخذ مجوز از مرکز جهانی علوم اسلامی است.

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

اس ترجمہ کو پیغمبر اسلامؐ کے حقیقی وارث امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں کہ جن کا وجود اور امامت ہمارے لئے عظیم لطف الٰہی ہے۔

☆☆☆

تشکر

من لم یشکر المخلوق لم یشکر الخالق

سب سے پہلے پروردگار عالم کے حضور میں سربسجود ہوں کہ اس نے مجھے اس کتاب کا ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے بعد شکر گزار ہوں مرکز جہانی علوم اسلامی، مدرسہ فقہ و معارف اسلامی کے مدیر محترم اور ''شعبہ امور پایان نامہ'' کا جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ کی ذمہ داری مجھے سونپی اسی طرح استاد راہنما حجۃ الاسلام والمسلمین محمد علی رمضانی، اور استاد مشاور حجۃ الاسلام والمسلمین سید مزمل حسین نقوی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ میں ہر موقع پر میری راہنمائی فرمائی اور آخر میں ان تمام حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل کے مختلف مراحل میں مختلف جہتوں سے میری مدد اور راہنمائی فرمائی خداوند عالم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین

ساجد حسین

چکیده مطالب

موضوع سازمان وکالت در عصر ائمه (ع)و معرفی وکلاء و باب های آنان از جمله مباحث اساسی و تعیین کننده در تحلیل و شناخت ابعاد گونا ن حیات ائمه (ع) و پیروان آنها است ، امامان شیعه با لحاظ نمودن مقتضیات و ضرورت های موجود ، اقدام به ایجاد تشکیلاتی نمودند که برائی وسیله با سهولت بیشتری بتوانند با شیعیان شان در دور ترین نقاط عالم اسلامی مرتبط بوده ، و شیعیان نیز از طریق این شبکه ارتباطی مطمئن بتوانند نیاز های شرعی و دینی خود را مرتفع سازند. این تشکیلات که از نیمه دوم عصر امامت یعنی از عصر امام جعفر صادق علیه السلام به بعد آغاز به کار نمود، رفته رفته دارای نظم و گسترش و هماهنگی بیشتری شد تا آنجا که در بعضی اعصار هم چون عصر امامین عسکریین علیهما السلام سپس عصر غیبت ، به اوج گسترش و انسجام رسید و غالب نقاط شیعه نشین آن زمان در عالم اسلامی را زیر پوشش قرار داد .

این رساله مشتمل بر سه فصل است

فصل اول:

زمینه هاو عوامل تشکیل و گسترش سازمان وکالت توسط امامان شیعه (ع) از جمله موضوعاتی که تقدم منطقی بر دیگر مباحث این پژوهش دارد بحث از زمینه ها و عوامل موجود در عصر امامان (ع) برای تشکیل و گسترش فعالیت تشکیلاتی مخفی موسوم به " سازمان وکالت " است

در این فصل در باره عوامل زیر بحث شده است

﴿۱﴾ دوری مسافت بین مناطق شیعه نشین و مراکز استقرار امامان شیعه (ع)

﴿۲﴾ جو خفقان و دشواری ارتباط مستقیم امامان (ع) و شیعیان

﴿۳﴾ عدم دسترسی شیعیان به امامان به سبب حبس ، شهادت و غیبت .

﴿٤﴾ آماده سازی شیعیان نسبت به شرایط عصر غیبت.

فصل دوم:

محدوده زمانی و سیر فعالیت وکالت از آغاز تا انجام بحث شده است.

فصل سوم :

قلمرو فعالیت سازمان وکالت از جمله مهم ترین مباحث این پژوهش ، بررسی محدوده جغرافیائی فعالیت سازمان وکالت است.

این سازمان در محدوده ای به وسعت حجاز، یمن، بحرین، عمان، مصر و برخی دیگر از مناطق شمال آفریقا ، و نواحی مختلف عراق ، به خصوص کوفه، بغداد، سامرا ، واسط ، بصره ، مدائن و نواحی مختلف ایران و آسیای میانه ، هم چون قم، آوه، ری، همدان، قزوین، مناطق جبال، آذربایجان، سیستان، نیشا پور ، بیهق، سبزوار،مرو، سمر قند هرات و برخی مناطق دیگر فعالیت نمود.

با پایان رسیدن دوران نیابت چهارمین نایب در عصر غیبت در حقیقت دوره فعالیت سازمان عظیم و پر خیر و برکت وکالت نیز به اتمام رسید، سازمانی که با فراز و نشیب های فراوان توانست مواریث ارزش مند شیعی را در میان طوفان های سهمگین هجمه های دشمنان حفظ کند، با پایان یافتن دوران فعالیت خویش ، آنها را به سازمان جدیدی به نام سازمان فقاهت سپرد که هم اکنون نیز جهان تشیع در سایه رهبری و هدایت این سازمان به حیات خود ادامه می دهد.

فہرست مطالب

مقدمہ..۱

باب اول

ائمہ معصومینؑ کے وسیلہ سے نظام وکالت کی تشکیل اور اس کے اسباب..................۳

﴿الف﴾ مراکز ائمہ معصومینؑ اور شیعہ علاقوں کے درمیان فاصلہ...............۳

﴿ب﴾ شیعہ اور ان کے ائمہؑ کے درمیان براہ راست رابطہ کی دشواری............۵

﴿ج﴾ ائمہؑ کے محبوس، شہادت وغیبت کے سبب شیعوں کی ان تک نارسائی.......۸

﴿د﴾ عصر غیبت کے حالات کے پیش نظر شیعوں کی آمادگی وتیاری.........................۱۳

باب دوم

نظام وکالت اور اس کی فعالیت آغاز سے انجام تک......................................۱۸

باب سوم

نظام وکالت کا دائرہ کار..۲۹

﴿الف﴾ جزیرۃ العرب کے علاقے...۳۰

﴿۱﴾ مدینہ..۳۰

﴿۲﴾ مکہ..۳۵

﴿۳﴾ یمن وبحرین...۳۹

﴿ب﴾ عراق کے علاقے ۴۲
﴿۱﴾ کوفہ ۴۲
﴿۲﴾ بغداد ۴۷
﴿۳﴾ سامرا ۶۸
﴿۴﴾ مدائن اور اس کے گردونواح ۷۶
﴿۵﴾ واسط ۷۷
﴿۶﴾ بصرہ ۷۹
﴿۷﴾ نصیبین وموصل ۸۲
﴿ج﴾ شمالی آفریقا کے علاقے ۸۴
﴿۱﴾ مصر ۸۴
﴿۲﴾ مراکش ۸۹
﴿د﴾ ایران کے علاقے ۹۰
﴿۱﴾ قم ۹۲
﴿۲﴾ آوہ اور قم کے نواحی علاقے ۹۷
﴿۳﴾ ری ۱۰۰
﴿۴﴾ قزوین ۱۰۷
﴿۵﴾ ہمدان ۱۰۹
﴿۶﴾ دینور وقرمیسین ۱۱۳
﴿۷﴾ آذربایجان ۱۱۶
﴿۸﴾ اہواز ۱۱۸

﴿ھ﴾خراسان وماورأالنہر............ ۱۲۲
﴿۱﴾سبزوار اور نیشاپور............ ۱۲۷
﴿۲﴾مرو............ ۱۳۴
﴿۳﴾بلخ............ ۱۳۶
﴿۴﴾کابل............ ۱۳۸
﴿۵﴾سمرقند ومراکش............ ۱۳۹
﴿۶﴾بخارا............ ۱۴۱
﴿و﴾ایران کے دیگر شیعہ نشین علاقے............ ۱۴۲
﴿ز﴾نتیجہ گیری............ ۱۴۷
فہرست منابع............ ۱۵۰

مقدمہ

عصر ائمہ علیہم السلام میں نظام وکالت اور نمائندوں کے تعارف کا موضوع، ان ابحاث میں سے ایک ہے کہ جو ائمہ علیہم السلام اور ان کے پیروؤں کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام زمانے کے تقاضہ کے مطابق اپنے شیعوں سے مرتبط رہنے اور ان کی شرعی اور دینی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر اس ڈھانچے کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔

نظام وکالت کی ابتدا امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے سے مربوط ہے۔ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ اس میں نظم وضبط اور توسیع وترقی ہوتی گئی۔ امام علی نقی علیہ السلام، امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں اور پھر زمانۂ غیبت میں یہ نظام اپنے نقطۂ عروج پر تھا جبکہ عالم اسلام کے اکثر شیعہ علاقے اس کے زیر سرپرستی تھے۔

نظام وکالت کی قیادت، وکلاء اور شیعوں کے ساتھ رابطہ برقرار رکھنے اور نمائندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے ارتباط کے لئے خاص قسم کے ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا تھا، جہاں پر بالمشافہ اور براہ راست رابطہ ناممکن ہوتا وہاں خط وکتابت کی صورت میں رابطہ انجام پاتا، مراسلات کی کثیر تعداد ہونے سے براہ راست رابطہ پر اس طریقہ کار کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایسے گھٹن زدہ ماحول میں ائمہ علیہم السلام اپنے شیعوں حتی کہ وکلاء سے بھی براہ راست رابطہ قائم کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں ہر دور سے زیادہ اس طریقہ کار پر عمل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے خطوط کی بحث کو نظام وکالت میں ایک خاص

مقام حاصل ہے۔

خط وکتابت کے علاوہ کئی مواقع پر شیعہ اپنے ائمہؑ کے وکلاء سے براہ راست ملاقات کرنے کا شرف حاصل کرتے اور ضروری ہدایات سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ملاقات کا ایک اور بہترین ذریعہ، موسم حج ہوا کرتا تھا، جس کی وجہ سے اس نظام کے اراکین ظالم وجابر حکومت کی آنکھوں سے چھپ کرا یک دوسرے سے اور امام سے ملاقات کرتے تھے۔زمانہ غیبت صغریٰ میں یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے کیونکہ ایسے حالات میں امام عصر (عج) کے بالترتیب چار نمائندے اپنی ذمہ داری انجام دے رہے تھے جو شیعوں کے اپنے امامؑ سے رابطہ کا واحد ذریعہ شمار ہوتے تھے۔

چنانچہ اس ترجمہ میں اس بات کی ہر ممکن کوشش رہی ہے کہ عبارت کونہایت ہی سلیس اور رواں انداز میں پیش کیا جائے، نیز ثقیل وسنگین الفاظ سے بچتے ہوئے حتی المقدور عبارت کو دلکش بنانے کی سعی کی گئی ہے تا کہ ہر عام وخاص مساوی طریقے سے اس سے بہرہ مند ہو سکے۔

اختتام گفتگو میں بارگاہ احدیت میں یہ دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنی آخری حجت کے طفیل میں ہمیں وہ توفیقعنایت فرمائے کہ کتاب زندگی کے اوراق منتشر ہونے سے پہلے اسلام اور مذہب کے دائرے میں ہماری زبان اور قلم وہ خدمات انجام دے جو محمد وآل محمد علیہم السلام کی خوشنودی ورضا کا باعث ہو.

آمین

باب اول

ائمہ معصومینؑ کے وسیلہ سے نظام وکالت کی تشکیل اور اس کے اسباب

اس تحقیق میں جس موضوع کو ترجیح دی گئی ہے، وہ ائمہؑ کے زمانے میں نظام وکالت کی تشکیل اور اس کی توسیع کا مسئلہ ہے۔ یہ کلمات تب ہمارے لئے واضح ہوں گے جب ہم امامت کے دوسرے دور (امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر غیبت صغریٰ تک) کے حالات کا گہرا مطالعہ کریں گے جسے ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

﴿الف﴾ مراکز ائمہ معصومینؑ اور شیعہ علاقوں کے درمیان فاصلہ

نظام وکالت کی ابتدائی فعالیت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ سے ہوئی، جب کہ اس کی توسیع امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی، ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے دور میں شیعہ علاقوں کے پھیلاؤ اور شیعوں کے عمومی حالات کا جائزہ لینے سے اس نظام کی تشکیل کی ضرورت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، البتہ چھٹے امامؑ بھی اپنے والد اور دادا کی طرح انتہائی سخت دور سے گزرے ہیں۔

حکام کے خوف سے صحیح معنوں میں شیعہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے ویسے بھی اس وقت دوسروں کی نسبت شیعوں کی تعداد کم تھی، البتہ اس سے مراد وہ شیعہ ہیں جو عقائد کے لحاظ سے ائمہ معصومینؑ کے پیرو تھے یا اہل بیتؑ سے محبت کرنے والے۔

شیعوں کی تعداد کم ہونے سے مراد سچا اعتقاد رکھنے والے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مطیع وفرماں بردار شیعوں کی تعداد کا کم ہونا ہے نہ (ظاہری) شیعہ یا اہل بیتؑ سے محبت کا اظہار کرنے

والوں کے معنی میں جو شیعہ تھے ان کی تعداد کا کم ہونا۔(۱)

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صادقؑ کے زمانہ میں شیعوں کی آبادی کافی پھیل چکی تھی، اسلامی مملکت کے کئی علاقے شیعوں پر مشتمل تھے، مثلاً زید بن علی بن حسینؑ کا وہ جملہ کہ امام صادقؑ مشرق ومغرب کے اموال پر تصرف رکھتے تھے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کی آبادی دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ امامؑ کے ساتھ رابطے میں رہتے تھے۔ اس وقت شیعوں کی مختلف علاقوں میں موجودگی اہم دلیل نہیں ہے کہ اس دور میں مختلف اوقات میں تقریباً چار ہزار افراد اور محدثین آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے۔(۲)

تشیع کا پھیلاؤ درحقیقت معصومین علیہم السلام کی ان کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جو انہوں نے مکتب تشیع کو دشمن کے خطرات سے بچانے کے لئے کی تھیں۔ تاریخ اور روایات کی کتابوں میں یہ بات واضح طور پر ملتی ہے کہ مدینہ، عراق (خاص کر کوفہ اور بغداد) ایران (بالخصوص قم، پہاڑی علاقے اور خراسان) یمن، مصر اور دوسرے علاقوں میں شیعہ یقینی طور پر موجود تھے،(۳) یہ بات فطری ہے کہ جس امام وقت سے مختلف زمانوں میں چار ہزار شاگردوں، راویوں اور محدثین نے علمی استفادہ کیا ہو تو یہ خود تشیع کے پھیلنے پر ایک قسم کی دلیل ہوسکتی ہے۔

امام کاظمؑ کے زمانے میں بھی بنی عباس کی قید وبند کے باوجود شیعیت بتدریج بڑھتی رہی، امامؑ کے متعدد نمائندوں کی موجودگی اور ان کا وجوہات شرعیہ (خمس وزکوٰۃ.....) کی کثرت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانہ میں شیعوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہورہا تھا، اگرچہ تاریخی نصوص

---

(۱) کشی، محمد بن عمر، رجال کشی، ص ۱۲۳ ح ۱۹۴

(۲) ابن شہر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب، ج ۷ ص ۲۲۵

(۳) بطور مثال، دو خراسانی شیعوں کا امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں اموال لے جانے کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، قطب الدین راوندی، سعید بن ھبۃ اللہ، الخرائج والجرائح، ج ۲ ص ۷۷۷

اور روایات نظام وکالت کے ابتدائی مراحل میں مختلف علاقوں کی طرف ائمہؑ کی جانب سے نمائندوں کے بھیجے جانے کی تائید نہیں کرتیں، لیکن مجموعی طور پر بعض قرائن ہمارے مذکورہ دعوی کے صادق ہونے کی حکایت کرتے ہیں۔

البتہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بعد والے زمانے میں بعض نمائندوں کے دور دراز علاقوں میں بھیجے جانے کی وضاحت تاریخی نصوص اور روایات میں روشن ہو جاتی ہے، (ا) کیونکہ شیعہ نشین علاقوں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی قیام گاہوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اور تمام شیعوں کے لئے ان مراکز کا سفر کرنا ناممکن تھا؛ لہذا شیعوں اور ان کے امام کے درمیان رابطہ کے حوالے سے اور وجوہات شرعیہ کی وصولی اور ان کی مذہبی مشکلات کے حل کے لئے ضروری تھا کہ وہاں پر نمائندے بھیجے جائیں۔ نظام وکالت کی جغرافیائی حدود کو مختلف علاقوں میں بھیجے جانے والے نمائندوں کی مثالوں کے ساتھ ایک جداگانہ فصل میں تفصیل سے پیش کیا جائے گا۔

﴿ب﴾ شیعہ اور ان کے ائمہؑ کے درمیان براہ راست رابطہ میں دشواری

نظام نیابت کی تشکیل اور اس کی توسیع وتقویت کی ایک اور علت جو بیان کی جاتی ہے وہ بنی عباس کے زمانہ کے خاص سیاسی حالات ہیں۔ حکومت بنی عباس کی طرف سے ائمہ معصومینؑ اور ان کے شیعوں کو شکنجے، اذیتیں اور ان پر کڑی نظر رکھنے کی وجہ سے، امام اور شیعوں کے درمیان براہ راست رابطہ انتہائی خطر ناک اور ناممکن ہو کر رہ گیا تھا۔ نظام وکالت کی تشکیل، شیعوں کے ائمہؑ کے ساتھ براہ راست رابطے کو کم سے کم کرنے کا بہترین ذریعہ تھی۔ نمائندے درحقیقت ائمہ علیہم السلام اور شیعوں کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیتے تھے، جس کی وجہ سے ائمہ علیہم السلام اور خود شیعوں کے لئے بہت حد تک جانی خطرہ ٹل جاتا اور عباسی حکومت کے لئے ائمہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں پائی جانے

(ا) امام کاظمؑ کے زمانہ میں آپ کے مصر، کوفہ، بغداد اور مدینہ میں نمائندے موجود تھے۔ کشی، محمد بن عمر، رجال کشی، ص۴۵۹، ۴۶۶، ۴۶۷، ۵۹۸

والی تشویش میں خاصی کمی آجاتی تھی۔ اس مطلب کی تائید یوں ہوتی ہے کہ نظام وکالت میں وکلا کی جانب سے تمام تر سرگرمیاں مخفیانہ طور پر انجام پاتی تھیں کہ جس کے چند نمونے مندرجہ ذیل عبارت میں ذکر کئے جاتے ہیں:

﴿۱﴾ ایک شیعہ شخص امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات اور طلاق کے بارے میں شرعی مسئلہ پوچھنے کی خاطر دکھاوے کے لئے کھیرا بیچنے کا ٹھیلا لگاتا ہے، تاکہ مسئلہ پوچھنے کے لئے امامؑ کے گھر کے دروازہ تک پہنچ سکے۔(۱)

﴿۲﴾ نصر بن قابوس لخمی بیس سال کے عرصہ تک امام جعفر صادق علیہ السلام کے نمائندے رہے لیکن کوئی بھی اس بات سے آگاہ نہ ہوسکا۔(۲)

﴿۳﴾ منصور عباسی، بنی ہاشم کے سرگرم افراد کی شناخت کی خاطر ایک شخص کو خراسانی کے لباس میں بنی ہاشم کے سرکردہ افراد کے پاس، کہ جن میں امام جعفر صادق علیہ السلام بھی تھے بھیجتا ہے تاکہ ظاہری طور پر وجوہات کی رقم دے کر امامؑ کو دھوکہ دے سکے۔(۳)

﴿۴﴾ ہارون اور متوکل عباسی کے زمانہ میں بعض شیعوں (۴) کو شیعیت کے جرم میں اور بعض نمائندوں کو ائمہؑ کے نمائندے ہونے کے جرم میں گرفتار کر کے اذیت دی جاتی اور بعض کو شہید کر دیا جاتا تھا۔(۵)

---

(۱) قطب الدین راوندی، سعید بن هبۃ اللہ، الخرائج والجرائف، ج۲ ص۶۴۲

(۲) طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن کتاب الغیبہ، ص۲۱۰، شیخ کی عبارت اس طرح ہے، انه کان وکیلا لابی عبد اللهؑ عشرین ستة و لم یعلم انه وکیل،

(۳) کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج۱ ص۴۷۵، ح۶

(۴) ہارون کے زمانہ میں محمد بن ابی عمیر کو گرفتار کرنے کے بعد شکنجے دیئے جاتے ہیں؟ رجوع کریں: نجاشی، احمد بن علی، رجال کشی، ص۲۹۹

(۵) بطور مثال، امام علی نقیؑ کے نمائندوں کو کہ جن میں ''علی بن جعفر یمانی بھی شامل ہیں کو تشدد کے بعد شہید کر دیا گیا، کشی، محمد بن عمر، رجال کشی، ص۲۰۷، ح۱۱۲۹

﴿۵﴾ امام حسن عسکری علیہ السلام پر شدید دباؤ کی وجہ سے آپؑ کے لئے شیعوں سے رابطہ قائم کرنا ممکن نہیں تھا۔ فقط ہفتے میں ایک بار جب خلیفہ کے دربار میں جایا کرتے تھے تو راستے میں اشارے کی زبان سے گفتگو فرماتے۔(۱)

﴿۶﴾ غیبت صغری کے زمانے میں نمائندوں کی شناخت کے لئے سلیمان بن عبداللہ بعض جاسوسوں کو مقرر کرتا تھا۔(۲)

﴿۷﴾ عثمان بن سعید عمری ایک تیل بیچنے والے کے بھیس میں وکالت کی ذمہ داری انجام دیتے تھے۔(۳)

﴿۸﴾ حسین بن روح نوبختی کو بہت زیادہ تقیہ اور مخفیانہ کام کرنے کی وجہ سے غیر شیعہ اپنا ہم مذہب خیال کیا کرتے تھے۔(۴)

شیخ طوسی، خلیفہ معتمد عباسی کے زمانے کی منظرکشی کرتے ہوئے قم کے ایک شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ معتمد کے زمانے میں کام کرنا بہت دشوار ہو گیا تھا۔ تلواریں خون کی ندیاں بہا رہی تھیں وہ شخص ابوجعفر عمری کے پاس مال لاتا رہا، جب کہ انہیں نمائندہ کی حیثیت سے نہیں پہچانتا تھا۔(۵)

یہ موارد اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر ائمہؑ براہ راست اپنے ساتھیوں سے رابطہ رکھتے اور وکلا واسطے کے عنوان سے سامنے نہ آتے تو ائمہؑ اور ان کے شیعوں کے لئے حالات بدتر اور ناقابل برداشت ہو جاتے۔ مذکورہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ نظام وکالت نے خاص طور پر قید و بند جیسے

---

(۱) مسعودی، ابوالحسن علی، اثبات الوصیہ، ص۲۴۳، ۲۴۶

(۲) کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج۱ص ۵۲۵، ح ۳۰

(۳) طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن، کتاب الغیبہ، ص۲۱۴

(۴) طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن، کتاب الغیبہ، ص۲۳۷

(۵) نجاشی، احمد بن علی، رجال نجاشی، ص۲۲۹

سخت حالات میں بھی اپنی فعالیت کو بہترین انداز میں انجام دیا؛ مثال کے طور پر امام کاظمؑ اپنے شیعوں اور نمائندوں تک جہاں تک ممکن ہوتا رابطہ رکھتے اور آپؑ کا سارا رابطہ آپؑ کے مشہور نمائندے مفضل بن عمر کے وسیلہ سے انجام پاتا تھا۔(۱)

یہ مسئلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ائمہؑ کے وکلاء نے حکومت عباسی کی توجہ اور تشویش کو ائمہؑ کی جانب سے کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خاص سیاسی حالات کا وجود بھی ائمہؑ کے نظام وکالت کو منظم طریقے سے تشکیل دینے کا ایک اہم سبب تھے اور وکلاء حکومت عباسی کے جاسوسوں اور ائمہؑ کی خفیہ فعالیت کے درمیان ایک دیوار کا کام انجام دیتے تھے۔

یہ نکتہ کہ ائمہ علیہم السلام اپنے وکلاء کے تقرر کے ذریعے اپنے شیعوں سے براہ راست کم سے کم رابطہ کرنا چاہتے تھے، حتی اپنے وکلاء سے بھی کم رابطہ رکھنے پر زور دیتے تھے، اُس خط سے سمجھ میں آتا ہے کہ جو امام علی نقی علیہ السلام نے ایوب بن نوح کی راہنمائی اور ان کی ذمہ داریاں کو بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔اس خط میں امام علیہ السلام نے ایوب بن نوح اور ابو علی بن راشد کو ایک دوسرے کے امور میں مداخلت سے منع کرتے ہوئے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر اگر تم نے عمل کیا تو بار بار مجھ سے رابطہ قائم کرنے سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔(۲)

﴿ج﴾ ائمہؑ کے اسیری، شہادت وغیبت کے سبب شیعوں کی ان تک پہنچنے میں دشواری

ائمہ علیہم السلام کے نظام وکالت کی تاسیس اور اس کو تقویت دینے کے اسباب میں سے ایک سبب اس زمانے کے سخت حالات تھے۔ظالم عباسی حکومتوں کی طرف سے کبھی قید اور کبھی شہید کرنے کی

---

(۱) نجاشی، احمد بن علی، رجال نجاشی، ص ۳۱۱

(۲) کشی، محمد بن عمر، رجال کشی، ص ۵۹۸، ح ۱۱۲۰

صورت میں ائمہ علیہم السلام پر ڈھائے جانے والے مظالم بالآخر امام زمانہ (عج) کی غیبت پر ختم ہوتے ہیں ۔ ایسے نازک حالات میں نمائندے اور نظام وکالت کے اراکین ہی شیعوں کے لئے بہترین پناہ گاہ تھے اور شیعہ اپنی مذہبی ، اعتقادی، فقہی مشکلات اور ائمہؑ سے متعلق دوسرے تمام کاموں کے سلسلے میں جو ائمہ علیہم السلام سے مربوط تھے، وکلاء سے رجوع کیا کرتے تھے۔

بعض محققین کے مطابق امام کاظم علیہ السلام کا زمانہ نظام وکالت کا ابتدائی دور (۱) اور بعض دوسروں کے مطابق آپؑ کا زمانہ اس نظام کو منظم کرنے اور عروج پر پہنچانے کا دور تھا۔ (۲)

نظام وکالت کی بنیاد رکھنے اور اس کو منظم کرنے کا سبب امام کاظم علیہ السلام پر حکومت وقت کے دباؤ اور آپؑ کو کئی سال تک قید رکھنے کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اس بات میں شک نہیں کہ امام کاظم علیہ السلام کا زمانہ نظام وکالت کی فعالیت کا سب سے عروج کا دور رہا ہے۔ آپؑ کے زمانے میں مختلف علاقوں میں بسنے والے شیعہ، ایک دوسرے سے رابطے کے ساتھ ساتھ امامؑ کے ساتھ بھی رابطہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔ اس مطلب کی تصدیق کے لئے علی بن اسماعیل بن جعفر کی گفتگو کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ جو اس نے امامؑ کی شکایت کرتے ہوئے یحیٰ بن خالد برمکی سے کی: ''مشرق و مغرب سے رقوم شرعیہ ان کے پاس آتی ہیں اور ان کے پاس ایک بیت المال ہے اور انہوں نے ایک جائیداد تین ہزار درہم میں خریدی ہے کہ جس کا نام یسیرہ ہے.....'' (۳)

اس بارے میں دوسری دلیل ہارون عباسی کا امام کاظم علیہ السلام سے یہ کہنا ہے:

---

(۱) طباطبائی، حسین مدرسی، مکتب درفرآیند تکامل، ص ۲۰

(۲) حسین، ڈاکٹر جاسم، تاریخ سیاسی غیبت امام دوازدہم (عج)، ترجمہ: آیت الٰہی، سید محمد تقی، ص ۱۳۴

(۳) شیخ مفید، محمد بن احمد، الارشاد، ص ۲۹۹